باب۔31

زکواۃ

☆ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ -

ترجمہ: بے شک صدقات تو محض فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہے اور اُن کارکنوں کے لیے جو صدقات کا انتظام کرتے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے ہے جن کی تالیفِ قلوب ضروری ہے، اور گردنوں کی آزادی میں اور قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافروں کے لیے ہے۔ یہ اللہ کا فرض ہے (ٹھیرایا ہوا حکم ہے)۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ: آیت 60)

☆ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ -

ترجمہ: اور انھیں اتنا ہی حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی بندگی کریں۔ ایک رُو ہو کر اور (پابندی سے) نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور یہی تو پکا سیدھا دین ہے۔ (سورۃ البینہ: آیت 5)

ہر کام جو راہِ خدا میں کیا جائے، وہ صدقہ ہے۔ مگر بعض دفعہ قرینہ سے اس کے معنی زکواۃ کے لیے جاتے ہیں۔ جس طرح نماز پڑھنا، روزہ رکھنا فرض ہے اسی طرح زکواۃ دینا بھی فرض ہے۔ جو لوگ زکواۃ دینے کو ضروری نہیں سمجھتے ان سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جہاد کیا۔ آج کل مسلمان زکواۃ نہ دینے کی وجہ سے کوئی قومی کام نہیں کر سکتے۔ اگر تمام لوگ زکواۃ ادا کریں تو مسلمانوں کی ایسی بدحالی نہ ہو۔ جو لوگ زکواۃ ادا کرتے ہیں وہ خوش حال بھی رہتے ہیں اور آفات سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔

صاحبو! جس کو دیکھو پیسہ پیسہ! جائز طور سے ہو یا ناجائز طور سے۔ رشوت لینے سے نہیں ڈرتے۔ سود کھانے کو تیار۔ چوری میں کوتاہی نہیں۔ رات دن زر، زمین، گھر، موٹر اور دھن دولت کی فکر۔ نہ یتیموں کی

Siddiqui Publications

خبر داری اور نہ غریبوں کی امداد۔ بے جا رسوم میں مال برباد۔ ہزاروں روپے جمع ہو گئے، لکھ پتی، کروڑ پتی بلکہ ارب پتی ہو گئے، پھر بھی بس نہیں۔ اس اور اور کا کیا نتیجہ ہو گا کچھ معلوم ہے ۔۔۔؟ جہنم ہو گا، دوزخ ہو گا۔ تم بھی اور اور کہتے ہو، وہ بھی اور اور پکارتی ہے۔ تم کو بس نہ اُس کو بس۔ دیکھو! فکرِ مال ایک جنجال ہے۔ نہ دن کو چین ہے اور نہ رات کو راحت۔ مال کے شوق میں پیٹ بھر کھانا تک نصیب نہیں۔ آرام سے سونا تک نہیں ملتا۔ حساب کرتے ہیں تو جو کچھ کھایا ہے اسے بھی نقصان کے کتابچہ میں لکھ دیتے ہیں۔ کھال جائے مگر مال نہ جائے کب تک؟ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے، کہاں تک؟ کیا مال تمھارا خادم ہے یا تم مال کے خادم ہو؟ شکاری جانوروں کی طرح دوڑ دھوپ کر کے جمع کرنا، نہ کھانا نہ کھلانا، اور آخر میں حسرتناک موت مر جانا، یہ نہایت افسوس ناک ہے۔ دیکھو! خدا نے تم کو نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے تو اس کی آمد و خرچ کی بابت بھی سوال ہو گا کہ کس طرح جمع کیا اور کس جگہ صَرف کیا گیا؟ ایسا نہ ہو کہ مال وبال ہو جائے۔ اور اس کا حساب عذاب بن جائے۔ لہذا یاد رکھو کہ جائز طور سے کماؤ۔ غریبوں کی امداد کرو۔ نیک کاموں میں پیسہ صَرف کرو۔ تو پھر تمھارا جینا بھی اچھا اور مرنا بھی اچھا۔ جس کے دل میں قناعت ہے وہ در اصل بادشاہ ہے، صاحبِ تاج و تخت ہے۔ اس کو دنیا میں بھی راحت ہے اور آخرت میں بھی مسرت ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اسلام میں سرمایہ داری کے مظالم ہیں نہ اشتراکیت کے مصائب۔ بلکہ اسلام اجازت دیتا ہے کہ جائز طور سے کماؤ، دھن دولت جمع کرو۔ مگر غریبوں کا بھی خیال رکھو۔ زکواۃ ادا کرو۔ دولت اس طرح نہ کھاؤ کہ غریب تباہ ہو جائیں۔ افسوس! مسلمان زکواۃ نہیں دیتے اور چندہ چندہ چیختے ہوئے چاروں طرف پھرتے رہتے ہیں۔ سال بھر کے بعد زکواۃ کی مد میں چالیس (40) روپیوں میں سے ایک روپیہ دینا بھی ان کو دشوار ہو گیا ہے۔

دیکھو! ناجائز طور سے روپیہ جمع کرنے والوں اور زکواۃ نہ دینے والوں پر خدا کی کیسی مار پڑتی ہے۔ بنکوں میں جتنا روپیہ جمع کیا گیا تھا، بنکوں کے دیوالیہ ہونے سے سب غارت۔ جو بنک موجود ہیں ان کے روپے نے قیامت کے دامن سے اپنا دامن باندھا ہوا ہے۔ حکومت کی طرف سے طرح طرح کے ٹیکس الگ! ان سب نے ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں کو مستقلاً آسمان پر پہنچا رکھا ہے۔ افسوس! یہ تمھاری تنگ دلی کا نتیجہ ہے۔ تم نے اپنا ہاتھ روکا تو خدا نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس زمانے میں برکت کو خلافِ واقعہ سمجھتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ 'ابر نہ آید از پئے منع زکواۃ' یعنی تم نے بندگانِ خدا کو امداد دینے سے انکار کیا تو خدا نے پانی نہ برسا کر تمھاری بھی امداد نہ کی۔ یاد رکھو! جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا اس پر آسمان والا بھی رحم نہیں کرتا۔

زکواۃ لینا کس کا کام ہے ؟ ۔۔۔ جواب ہے حکومتِ وقت کا۔ جہاں اسلامی حکومت نہیں یا جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق زکواۃ نہ لی جاتی ہو، نہ دی جاتی ہو، وہاں قوم کو چاہیے کہ اپنے کسی معتبر اور معتمد شخص کو زکواۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے مقرر کریں۔ اس کام کے لیے ضرورت ہے کہ منظم طور سے کام کریں۔ حاجتمندوں سے واقف بھی ہوں اور ان مستحق لوگوں تک زکواۃ پہنچانے میں کوتاہی بھی نہ کریں۔ ہر محلہ اور گاؤں میں جس طرح میرِ محلہ یا پٹیل پٹواری ہوتے ہیں، اسی طرح زکواۃ وصول کرنے والوں کا باقاعدہ انتظام کیا جانا چاہیے۔ چند گاؤں یا محلوں پر ایک صدر مقرر کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر ضلع (district) کا ایک صدر اور ہر صوبہ (province) کا ایک صدر ہو۔ ان سب پر ایک مجلس (committee) بھی ہو جو زکواۃ کے لینے اور تقسیم کرنے کا انتظام کرے۔ اس کی تفصیلات مرتب کرنے کے لیے مردم شماری کے تختوں یعنی data اور دیگر سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ میں نے ایک بار اس سلسلے میں data تیار کرکے اپنے یہاں کے تمام اضلاع میں تقسیم کیا تھا۔ مگر لوگوں نے اس پر زیادہ توجہ نہ کی۔ اور عملی طور سے بالکل غافل ثابت ہوئے۔ افسوس!

افسوس! ایک افسوس کے بعد ہزاروں افسوس کا تانتا۔۔۔! اصل سوال یہ کہ دیانت کہاں سے آئے؟ مستحقین کو کون پہنچائے؟ سارے جہاں میں قومی کاموں کے لیے چندے جمع کیے جاتے ہیں۔ مگر ہوتا کیا ہے؟ نشستند و گفتند و برخواستند۔ سب جمع ہوئے، خوب تقریریں ہوئیں، لیکچرز ہوئے، تحریکات پر cheers ہوئیں، اللہ اکبر کے خوب نعرے بھی لگے، واہ واہ اور مرحبا کی صدائیں ہوئیں، بہت سے resolutions اور تجویزیں بھی پاس ہوئیں۔ ممکن ہے کہ کچھ چندوں کا کام بھی بنا ہو، مگر کام سے زیادہ نام میں روپیہ صَرف ہو جاتا ہے۔ نمائش پر داد و دہش ہے۔ اللہ کے لیے کام کرنے والوں کی بڑی قلت ہے۔ اسی وجہ سے تو ہماری خواری اور ذلت ہے۔ کام کرتے بھی ہیں تو بالکل غیر منظم حالت میں۔ روپیہ تو دینے دالے دے بھی دیتے ہیں۔ مگر لینے والوں سے حساب و کتاب اور قومی اغراض و مقاصد کی تکمیل کرنے کی بھی جرأت چاہیے۔ پیٹھ پیچھے بُرا بولیں گے۔ غیبت کریں گے۔ مگر حق بات کے لیے تنقید کرنے کی بھی سخت ضرورت ہے۔ اس کے لیے دیانت اور اخلاقی جرأت کی ضرورت ہے۔ ایک بات کو رویا جائے، دو بات کو رویا جائے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ بہر حال اللہ ہم کو سخاوت بھی دے۔ دیانت بھی دے۔ اخلاقی جرأت بھی دے۔ اور سب سے اہم تو یہ ہے کہ قوتِ ایمانی بھی دے۔ آمین۔

وَالْعَصْرِ - إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ - إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ -

ترجمہ: زمانہ شاہد ہے۔ بے شک انسان نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک و مناسب کام کرتے ہیں اور باہم حق بات کی وصیت کرتے ہیں۔ اور صبر و استقلال کی ہدایت کرتے ہیں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 10 صفحہ 93 تا 96 پارہ 30 صفحہ 156 تا 158 اور 171، 172}

متفرقات۔Miscellaneous

سورتوں کی ابتداء میں جو حروف آتے ہیں جیسے الرٰ، الم، یٰس وغیرہ، ان کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض پوری آیتیں ہیں اور بعض جزوِ آیات۔ یہ چیزیں اسرارِ الٰہی میں سے ہیں جس کو اللہ معلوم کرائے اس کو معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے جاننے میں خارجی کوششیں بے فائدہ ہیں۔ البتہ پیغمبر کا اس کو جاننا ضروری ہے کیونکہ قرآن مبین ہے۔ چناں چہ حروفِ مقطعات کے معنی اس کے اصل مخاطب رسول اکرم ﷺ کو ضرور معلوم ہیں۔ ان حروف کے بارے میں بعض ادیبوں نے یہ لکھا ہے کہ تمام حروف ملائے جائیں تو اقسام انواع اور صفاتِ حروف کے نصف نصف ہیں۔ انہیں بعض لوگ مخفف بھی کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ دل سے گھڑنے سے بہتر ہے کہ۔ " اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ " کہہ کر خاموش ہو جائیں۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی۔ سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، سورۃ الاعراف اور سورۃ الرعد وغیرہ }

صاحبو! ذرا مسلمانوں کی حالت پر غور کرو۔ خدا اور رسول کے احکام کو وہ کچھ نہیں جانتے۔ علماء اور مشائخ پھرتے ہیں، گاؤں کا دورہ کرتے ہیں۔ دورہ کرنے میں تو لیڈر حضرات ان سے بھی تیز ہیں۔ مگر دین کی تبلیغ نہ یہ کرتے ہیں نہ وہ۔ ایک بار ہمارے ایک دوست نے ایک عورت کو کلمہ شریف یاد کرنے کے لیے کہا۔ وہ اپنے بچوں کے پاس پہنچی اور کہنے لگی " یہ کدھر کا مولوی آگیا ہے جو کلمہ پڑھنے کو کہہ رہا ہے، کلمہ کی تعلیم تو مرنے کے وقت دی جاتی ہے "۔ اس عورت کے بچے ہاتھوں میں لٹھ لے کر پہنچے کہ تُو ہماری ماں کو قبل از وقت کیوں ختم کرنا چاہتا ہے۔۔۔؟ شکر ہے بعض سمجھدار لوگ آگئے اور انہوں نے بیچ بچاؤ کر کے ہمارے دوست کو بچا لیا۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 11 صفحہ 4 }